Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

فون ۴۹ ۴

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم جمعرات

The Daily
ALFAZL
RABWAH

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

قیمت فی پرچہ ۲۵ پیسے

جلد ۶۳/۲۸ | ۱۶ رمضان المبارک ۱۳۹۴ھ ۳ اخاء ۱۳۵۳ ہش ۳ اکتوبر ۱۹۷۴ء | نمبر ۲۲۷

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۳ اخاء - سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ:-

کچھ ضعف کی تکلیف ہے ویسے عام طبیعت اچھی ہے

احبابِ جماعت حضور ایدہ اللہ کی صحتِ کاملہ و عاجلہ کے لئے خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں۔

قومی عبادت دُہرے فائدہ پر منتج ہوتی ہے

سیدنا حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ فرمودہ ۵ دسمبر ۱۹۳۷ء میں فرمایا:-

"یہ مت خیال کرو کہ رمضان کے روزے فردی عبادت ہیں۔ یہ قومی عبادت ہے۔ اور جو لوگ قوم کے لئے قربانیاں کرتے ہیں وہی قومی عید دیکھنے کے مستحق ہوتے ہیں بلکہ وہ دُہرا فائدہ اٹھاتے ہیں یعنی انہیں وہ فائدہ بھی پہنچتا ہے جو فردی ہوتا ہے اور وہ فائدہ بھی پہنچتا ہے جو قومی ہوتا ہے۔ چنانچہ دیکھ لو حج کرنے والا وہ فائدہ بھی اٹھا لیتا ہے جو عمرے والا اٹھاتا ہے مگر عمرے والا وہ فائدہ نہیں اٹھا سکتا جو حج کرنے والا اٹھاتا ہے۔ اسی طرح نفلی روزے رکھنے والا وہ فائدہ نہیں اٹھا سکتا جو رمضان کے روزے رکھنے والا اٹھاتا ہے مگر رمضان کے روزے رکھنے والا نفلی روزوں کا فائدہ بھی اٹھا لیتا ہے یعنی جس طرح نفلی روزہ رکھنے والا جاگتا ہے اسی طرح وہ بھی جاگتا ہے۔ جس طرح وہ عبادت کرتا ہے اسی طرح یہ بھی کرتا ہے جس طرح وہ روزہ رکھتا ہے اسی طرح یہ بھی رکھتا ہے مگر اسے مزید فائدہ یہ حاصل ہو جاتا ہے کہ یہ نیکی میں اپنی قوم کے ساتھ شریک ہوتا ہے۔"

(خطباتِ محمودؓ جلد اوّل صفحہ ۱۹۷)

ضروری اعلان

احبابِ جماعت کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال ماہِ رمضان کے آخری عشرہ میں بیرون از ربوہ کے کسی احمدی بھائی یا بہن کو مسجد مبارک ربوہ میں معتکف ہونے کی اجازت نہیں ہوگی۔

(ناظر اصلاح و ارشاد)

نہایت ضروری اطلاع

آئندہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات صرف اتوار، پیر اور منگل کے روز ہو گی بقیہ ایام میں ملاقات نہیں ہو سکے گی۔ احباب مطلع رہیں اور اس امر کو نوٹ فرما لیں۔

(پرائیویٹ سیکرٹری)

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

خدادانی کی متاع عطا کرنے میں سب سے اعلیٰ نمونہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھایا

آپؐ نے وحشیوں کو مہذب انسان بنایا اور اس قدر اُن کیلئے نشان ظاہر کئے کہ اُن کو خدا دکھلا دیا

(۱) "اس میں شک نہیں کہ توحید اور خدادانی کی متاع رسول کے دامن سے ہی دنیا کو ملتی ہے بغیر اس کے ہرگز نہیں مل سکتی۔ اور اس امر میں سب سے اعلیٰ نمونہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھایا کہ ایک قوم جو نجاست پر بیٹھی ہوئی تھی ان کو نجاست سے اٹھا کر گلزار میں پہنچا دیا۔ اور وہ جو روحانی بھوک اور پیاس سے مرنے لگے تھے ان کے آگے روحانی اعلیٰ غذائیں اور شیریں شربت رکھ دیئے۔ ان کو وحشیانہ حالت سے انسان بنایا پھر معمولی انسان سے مہذب انسان بنایا پھر مہذب انسان سے کامل انسان بنایا اور اس قدر ان کے لئے نشان ظاہر کئے کہ ان کو خدا دکھلا دیا اور ان میں ایسی تبدیلی پیدا کر دی کہ انہوں نے فرشتوں سے ہاتھ جا ملائے۔ یہ تاثیر کسی اور نبی سے اپنی اُمّت کی نسبت ظہور میں نہ آئی کیونکہ ان کے صحابہ ناقص رہے پس میں ہمیشہ تعجب کی نگہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمدؐ ہے (ہزار ہزار درود اور سلام اس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے اس کے عالی مقام کا انتہاء معلوم نہیں ہو سکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۱۵)

(۲) "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کے دلوں میں وہ جوشِ عشقِ الٰہی پیدا ہوا اور توجہ قدسی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ تاثیر ان کے دلوں میں ظاہر ہوئی کہ انہوں نے خدا کی راہ میں بھیڑوں اور بکریوں کی طرح سر کٹائے کیا کوئی پہلی اُمّت میں ہمیں دکھا سکتا ہے یا نشان دے سکتا ہے کہ انہوں نے بھی صدق اور صفا دکھلایا۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۸)

پبلشر: مسعود احمد ٭ پرنٹر: سید عبدالحی ٭ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ٭ مقامِ اشاعت: دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۳ ماہ اخاء ۱۳۵۳ھش

آندھیوں اور طوفانوں پر حقیقی مومنوں کا ردِ عمل

جب سے یہ دنیا پیدا ہوئی ہے اور جب سے اللہ تعالیٰ کے مامور دنیا میں آنے شروع ہوئے ہیں یہ سُنّت چلی آتی ہے کہ خدا تعالیٰ کے لگائے ہوئے درخت ہمیشہ آندھیوں اور طوفانوں کے اندر ہی ترقی کیا کرتے ہیں۔ دنیا یہ سمجھتی ہے، سمجھتی ہی نہیں آس لگائے بیٹھی ہوتی ہے کہ یہ آندھیاں اور طوفان ان درختوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں گے لیکن اس کی یہ آس کبھی پُوری نہیں ہوتی۔ آندھیوں اور طوفانوں کا زور جب ٹوٹتا ہے تو دنیا یہ دیکھ کر حیران رہ جاتی ہے کہ وہ درخت تو پہلے سے بھی زیادہ مضبوط اور تناور ہو گئے ہیں اور پہلے سے بھی زیادہ پھیلتے اور پھلتے پھولتے چلے جا رہے ہیں۔

یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے اپنے ارادے اور مشیّت اور اُس کے اپنے فعل کے نتیجہ میں ہوتا ہے۔ اس میں انسانی کوششوں اور تدبیروں کا دخل نہیں ہوتا۔ البتہ خدائی جماعتوں (جن کی حیثیت خدا تعالیٰ کے لگائے درختوں کی ہوتی ہے) کے افراد کا یہ فرض ہوتا ہے کہ وہ ان آندھیوں اور طوفانوں کو صبر سے برداشت کریں اور یقین رکھیں کہ یہ آندھیاں اور طوفان انہیں تباہ کرنے کے لئے نہیں بلکہ انہیں نئی کامیابیوں اور نئی ترقیوں سے ہمکنار کرنے کے لئے آتے ہیں۔ ان آندھیوں اور طوفانوں میں نہ صرف محفوظ رہنے بلکہ پہلے سے زیادہ مضبوط ہونے کا راز صبر کا نہایت اعلیٰ نمونہ پیش کرنے اور دعائیں کرنے میں مضمر ہوتا ہے۔ جتنا زیادہ وہ صبر سے کام لیتے اور خدا تعالیٰ کے حضور جھکتے ہیں اور آندھیوں اور طوفانوں کو خدائی مشیّت پر محمول کرتے ہوئے بُرا نہیں مناتے اور آندھیاں اور طوفان برپا کرنے والوں کے خلاف کوئی میل دل میں نہیں لاتے بلکہ اُن کے دل سے خیر خواہ رہتے ہوئے اُن کی ہدایت یابی اور فلاح و بہبود کے لئے دعائیں کرنے کو اپنا معمول بناتے ہیں اُتنا ہی زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ خدائی نصرت ان کی طرف دوڑتی ہوئی آتی ہے اور رحمتِ خداوندی ان کے دلوں پر سکینت نازل کرتی ہے۔

اب چونکہ خدائی جماعتوں اور ابتلاؤں کا چولی دامن کا ساتھ ہوتا ہے اور ابتلاؤں میں ہی وہ ترقی کرتی ہیں اس لئے کوئی ایک مامور بھی تو دنیا میں ایسا نہیں آیا جسے اور جس کے متبعین کو ابتلاؤں میں سے نہ گزرنا پڑا ہو۔ قرآن مجید میں مامورینِ الٰہی اور ان کی جماعتوں پر آنے والے ابتلاؤں کا خاصی تفصیل سے ذکر آتا ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزندِ جلیل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت ابتلاؤں سے مستثنیٰ قرار پاتی۔ چونکہ اس جماعت کے لئے اسلام کو ساری دنیا میں غالب کرنا مقدّر تھا اس لئے ضروری تھا کہ یہ جماعت بھی اسی نسبت سے بڑے بڑے مہیب ابتلاؤں میں سے گزرتی چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ابتداء ہی میں اپنے متبعین کو خبردار فرما دیا تھا آپ نے فرمایا:۔

"اگر کوئی میرے قدم پر چلنا نہیں چاہتا تو مجھ سے الگ ہو جائے۔ مجھے کیا معلوم ہے کہ ابھی کون کون سے ہولناک جنگل اور پُرخار بادیہ درپیش ہیں جن کو میں نے طے کرنا ہے۔ پس جن لوگوں کے نازک پَیر ہیں وہ کیوں میرے ساتھ مصیبت اٹھاتے ہیں۔ جو میرے ہیں وہ مجھ سے جُدا نہیں ہو سکتے نہ مصیبت سے نہ لوگوں کے سبّ و شتم سے نہ آسمانی ابتلاؤں اور آزمائشوں سے۔ اور جو میرے نہیں وہ عبث دوستی کا دم مارتے ہیں کیونکہ وہ عنقریب الگ کئے جائیں گے اور ان کا پچھلا حال ان کے پہلے سے بدتر ہوگا۔ کیا ہم زلزلوں سے ڈر سکتے ہیں؟ کیا ہم خدا تعالیٰ کی راہ میں ابتلاؤں سے خوفناک ہو جائیں گے؟ کیا ہم اپنے پیارے خدا کی کسی آزمائش سے جدا ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں ہو سکتے مگر محض اُس کے فضل اور رحمت سے۔ پس جو جدا ہونے والے ہیں جدا ہو جائیں اُن کو وداع کا سلام۔" (انوار الاسلام صفحہ ۲۲)

آپ نے ہولناک ابتلاؤں سے ہی خبردار نہیں فرمایا اور جو ابتلاؤں کی برداشت نہیں رکھتے انہیں وداع کا سلام ہی نہیں کہا بلکہ ساتھ ہی یہ بشارت بھی دی کہ یہ ابتلاء جو پے در پے آئیں گے وہ اس لئے نہیں آئیں گے کہ اس جماعت کو ہلاک کر دیں بلکہ اس لئے آئیں گے کہ یہ اور زیادہ پھلے پھولے اور ترقی کرے۔ چنانچہ آپ نے جہاں ہولناک ابتلاؤں کی بار بار خبر دی وہاں ساتھ ہی بشارت کے رنگ میں یہ بھی فرمایا:۔

"یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا۔ تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت ہو جائیگا پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے تا خدا تمہاری آزمائش کرے کہ کون اپنے دعویٰ بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے۔ وہ جو کسی ابتلاء سے لغزش کھائے گا وہ کچھ بھی خدا کا نقصان نہیں کرے گا اور بدبختی اس کو جہنم تک پہنچائے گی، اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اُس کے لئے اچھا تھا۔ مگر وہ سب لوگ جو آخیر تک صبر کریں گے اور ان پر مصائب کے زلزلے آئیں گے اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کریں گی اور دنیا ان سے سخت کراہت سے پیش آئے گی وہ آخر فتحیاب ہونگے اور برکتوں کے دروازے ان پر کھولے جائیں گے۔" (الوصیت ۱۳، ۱۴)

پھر آپ نے یہ تسلّی بھی دی کہ نہ صرف آنے والے ابتلاء دُور ہوں گے بلکہ صبر اور استقامت دکھانے والوں کے حق میں خدا تعالیٰ ترقی اور غلبہ کے وہ تمام وعدے پُورے کرے گا جو اُس نے کئے ہیں چنانچہ آپ نے فرمایا:۔

"وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچّا اور وفادار اور صادق خدا ہے۔ وہ سب کچھ تمہیں دکھائے گا جس کا اُس نے وعدہ فرمایا۔ اگرچہ یہ دن دُنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے، پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی ہے۔" (الوصیت صفحہ ۹، ۱۰)

پس آندھیاں اور طوفان الٰہی سلسلہ کے لئے ہرگز بھی موجبِ خسران نہیں ہوتے بلکہ ان سلسلوں کے افراد کے لئے تقویتِ ایمان و ایقان کا موجب ہوتے ہیں اور ان آندھیوں اور طوفانوں کے ظاہر ہونے پر ان کا ردِّ عمل اس ارشادِ خداوندی کے سوا اور کسی چیز کا آئینہ دار نہیں ہوتا کہ

وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَانًا وَّتَسْلِيمًا (الاحزاب: ۲۳)

ولادت باسعادت

ربوہ — اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم سید میر مسعود احمد صاحب اور صاحبزادی امۃ الرؤف بیگم صاحبہ کو بتاریخ ۲۹ ستمبر ۱۹۷۴ء فرزند عطا فرمایا ہے نام ناصر داؤد رکھا گیا ہے۔ نومولود حضرت سید میر محمد اسحاق صاحب رضی اللہ عنہ کا پوتا اور محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب اور محترمہ صاحبزادی سیدہ ناصرہ بیگم صاحبہ بنت سیدنا حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا نواسہ ہے۔

احباب جماعت دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت و عافیت کے ساتھ عمر دراز عطا کرے، دینی و دنیوی نعمتوں سے مالا مال فرمائے اور غیر معمولی فضلوں اور رحمتوں اور برکتوں کا وارث بنائے۔ آمین اللّٰھم آمین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تلاوتِ قرآن کریم

(محترم حبیب اللہ خان صاحب ایم ایس سی قائد تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

قرآن کریم کی تلاوت کم و بیش ہر پڑھا لکھا مسلمان کرتا ہے اور اسے معلوم ہے کہ تلاوت کس طرح کرنی چاہیئے لیکن ارشاد باری فَذَكِّرْ إِنْ نَفَعَتِ الذِّكْرَىٰ کے ماتحت بعض باتوں کا ذکر بطور یاد دہانی اس جگہ کر دینا خالی از فائدہ نہ ہوگا۔

قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے اس پاک کلام کو رمضان کے مہینے سے خاص تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ۔ ہم نے اس (قرآن) کو لیلۃ القدر میں اتارا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ لیلۃ القدر رمضان کے مہینے میں ہوتی ہے احادیث سے بھی یہی پتہ لگتا ہے کہ قرآن کریم کا نزول رمضان کے مہینے میں شروع ہوا۔ تراویح کا طریق بھی اس امر کی وضاحت کرتا ہے کہ قرآن کریم اور رمضان سے گہرا تعلق ہے اور اس مہینے میں قرآن کریم کی تلاوت کثرت سے اور بڑے اہتمام سے کرنی چاہیئے۔

قرآن کریم نے جہاں تلاوت کا حکم دیا ہے وہاں اس بارے میں بعض ہدایات بھی دی ہیں جن کا جاننا اور ان پر عمل پیرا ہونا ضروری ہے۔ بعض ہدایات درج ذیل ہیں۔

۱۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا (مزمل ۵) اور تم قرآن شریف کو خوش الحانی سے پڑھا کرو۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم کو بلند آواز سے نہایت عمدگی سے اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا چاہیئے تاکہ الفاظ صحیح طور پر ادا ہوں۔ عمدگی اور خوش الحانی سے پڑھنے سے کلام کا حسن اور اس کا اثر دوبالا ہو جاتا ہے خود قاری بھی اس کلام کے حسن سے متاثر ہوتا ہے اور اگر کوئی سامع ہو تو وہ بھی اس کے حسن اور خوبی سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔

. . . .

. . . .

. . . . ہمارا مشاہدہ ہے کہ غیر مسلم بھی جو عربی زبان سے بالکل بے بہرہ ہوتے ہیں خوش الحانی سے دی ہوئی اذان سے متاثر ہوتے اور اس کی دلکشی کو محسوس کرتے ہیں اس لئے قرآن کریم کی جب بھی تلاوت کی جائے خواہ ایک آیت ہی کیوں نہ ہو ہمیشہ خوش الحانی سے کرنی چاہیئے۔ خوش الحانی کا کوئی معیار مقرر نہیں کیا بلکہ یہ فرمایا کہ ہر شخص اپنی آواز کے مطابق بہترین رنگ میں الفاظ کو ادا کرے۔ اس قدر تیزی سے تلاوت کرنا کہ الفاظ پوری طرح ادا نہ ہوں نامناسب ہے۔

ترتیل کے لفظ میں بلند آواز سے اور آہستہ آہستہ پڑھنا شامل ہیں اس میں حکمت یہ ہے کہ اونچی آواز سے اور آہستہ آہستہ پڑھنے سے مفہوم اور مضامین اچھی طرح ذہن نشین ہوتے ہیں ہمارا تجربہ ہے کہ سنی ہوئی بات کی نسبت وہ بات زیادہ یاد رہتی ہے جو ضبط تحریر میں آجائے۔ یہ علم النفس کا مسئلہ ہے کہ جس امر میں ایک سے زیادہ قوتوں سے کام لیا جائے وہ زیادہ ذہن نشین ہوتی ہے بات سننے میں صرف ایک قوت یعنی قوت سماعت سے کام لیا جاتا ہے لیکن لکھ لینے کی صورت میں سماعت کے علاوہ بصارت کی قوت اور ہاتھ کی حرکت کی قوت بھی شامل ہو جاتی ہے اسی طرح بلند آواز سے تلاوت کرنے کی صورت میں بصارت کے علاوہ سماعت کی . . .

. . . .

. . . .

کی قوت بھی شامل ہو جاتی ہے اور مضامین کو یاد رکھنے میں ممد ثابت ہوتی ہے۔

۲۔ تلاوت کے سلسلہ میں دوسری بات توجہ طلب یہ ہے کہ تلاوت کس وقت کی جائے۔ قرآن کریم خدا تعالیٰ کا پاک کلام ہے اسے جس وقت بھی پڑھا جائے باعث برکت ہے اسی وجہ سے قرآن کریم کا دور ختم ہونے پر جو دعا سکھائی گئی ہے اس میں یہ الفاظ موجود ہیں کہ وَارْزُقْنِي تِلَاوَتَهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ یعنی دن اور رات مجھے اس کی تلاوت کی توفیق عطا فرما لیکن قرآن کریم نے مخصوص طور پر بعض اوقات کا ذکر کیا ہے جن میں تلاوت باعث برکت اور رضاء الٰہی کا موجب ہوتی ہے۔ وہ اوقات درج ذیل آیات میں مذکور ہیں فرمایا:۔

قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا۔ نِصْفَهُ أَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيلًا۔ أَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا۔ (مزمل ۳ تا ۵)

فرمایا راتوں کو اٹھ اٹھ کر عبادت کرو جس سے ہماری مراد یہ ہے کہ رات کا اکثر حصہ عبادت میں گذارا کرو یعنی اس کا نصف یا نصف سے کچھ کم کر دو یا اس پر کچھ اور بڑھا دو اور قرآن کو خوش الحانی سے پڑھا کرو۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے رات کو اٹھ کر عبادت کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے اور رات کی عبادت کے سلسلہ میں ہی قرآن کریم کی تلاوت کا ذکر کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رات کی عبادت میں نوافل کے علاوہ قرآن کریم کی تلاوت بھی شامل ہے۔ یہ تلاوت نوافل کے دوران بھی ہو سکتی ہے جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا طریق تھا اور اگر حفظ نہ ہو تو الگ بھی ہو سکتی ہے۔

(ب) سورۃ مزمل میں ہی دوسری جگہ فرمایا:۔ إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ أَدْنَىٰ مِنْ ثُلُثَيِ اللَّيْلِ وَنِصْفَهُ وَثُلُثَهُ وَطَائِفَةٌ مِنَ الَّذِينَ مَعَكَ وَاللَّهُ يُقَدِّرُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ عَلِمَ أَنْ لَنْ تُحْصُوهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ (مزمل ۲۱)

یعنی تیرا رب جانتا ہے کہ تو دو تہائی رات سے کچھ کم نماز کے لئے کھڑا رہتا ہے اور کبھی کبھی نصف کے برابر اور کبھی ایک تہائی کے برابر اور اسی طرح کچھ تیرے ساتھی بھی۔ اور اللہ رات اور دن کو چھوٹا بڑا کرتا رہتا ہے خدا جانتا ہے کہ تم پوری طرح نماز کے وقت کا اندازہ نہیں لگا سکتے پس اس نے تم پر رحم کیا ہے۔ پس چاہیئے کہ قرآن میں سے جتنا میسر ہو تم رات کے وقت پڑھ لیا کرو اس آیت سے بھی یہی واضح ہوتا ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت کا ایک عمدہ وقت رات کی خاموشی ہے اور یہ کہ رات کی تلاوت عبادتِ شب کا ایک اہم حصہ ہے۔

رات کے وقت تلاوت میں یہ حکمت ہے کہ اس وقت چاروں طرف خاموشی ہوتی ہے اور انسان کا دھیان دوسری چیزوں کی طرف نہیں جاتا۔ دن کے اوقات میں سینکڑوں کام ایسے ہوتے ہیں جو انسان کی توجہ کو اپنی طرف کھینچ رہے ہوتے ہیں اور یکسوئی مشکل سے ہی میسر آتی ہے لیکن رات کے وقت جب اور کاموں سے فراغت ہوتی ہے کامل توجہ آسانی سے میسر آتی ہے اور قرآنی مطالب زیادہ مؤثر رنگ میں ذہن نشین ہوتے ہیں اپنے محبوب کا ذکر اس وقت مزہ دیتا ہے جب گوشۂ تنہائی ہو اور کوئی امر راز و نیاز میں مخل نہ ہو۔

(ج) سورۃ بنی اسرائیل میں ارشاد ہوتا ہے:۔

أَقِمِ الصَّلَاةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلَىٰ غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا (آیت ۷۹)

یعنی تو سورج کے ڈھلنے (کے وقت) سے لے کر رات کے خوب تاریک ہو جانے تک (مختلف گھڑیوں میں) نماز کو عمدگی سے ادا کیا کر اور فجر (صبح) کے وقت قرآن کے پڑھنے کو بھی لازم سمجھ۔ صبح کے وقت قرآن کا پڑھنا یقیناً (اللہ کے حضور میں) مقبول عمل ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت فجر کے وقت ضرور کرنی چاہیئے خدا کے نزدیک یہ بہت پسندیدہ بات ہے۔ اس وقت میں بھی یہی حکمت ہے کہ انسان جب سو کر اٹھتا ہے تو صبح کے جسم اور روح میں ایک تروتازگی ہوتی ہے قبل اس کے کہ انسان دوسرے مشاغل میں منہمک ہو یہی بہتر ہے کہ اس کی پہلی توجہ اپنے خالق و مالک کی طرف ہو۔ کچھ وقت اس کی یاد میں گذرے اس کے کلام سے لطف اندوز ہو۔ اس کی پیاری پیاری باتوں سے اپنے دل کو خوش کرے اور اس کی ہدایات کو ذہن میں مستحضر کرے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تاکہ باقی وقت ان ہدایات کی روشنی میں صرف ہو۔ پھر یہ بھی یاد دلانا مقصود ہے کہ اصل کام تو رضاء الٰہی کا حصول ہی ہے اس لئے پہلی توجہ اسی طرف ہونی چاہیئے۔ باقی امور تو محض ثانوی حیثیت رکھتے ہیں انہیں مقصود بالذات بنا لینا خسارہ کا سودا ہے۔

۳۔ تیسری چیز اس سلسلہ میں یہ ہے کہ تلاوت کس قدر کی جائے۔ اس بارے میں ارشاد باری ہے:۔

فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ۔ عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ
(مزمل: ۲۱)

ترجمہ۔ پس چاہیئے کہ قرآن میں سے جتنا میسر ہو تم رات کے وقت پڑھ لیا کرو۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تم میں سے کچھ بیمار بھی ہوں گے اور کچھ تجارت کی غرض سے سفر پر بھی نکلیں گے اور کچھ لوگ اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے بھی نکلیں گے۔ پس (ہم بغیر حد بندی کے کہتے ہیں) کہ قرآن سے جتنا میسر آئے پڑھ لیا کرو۔

اسلامی شریعت کا یہ کمال ہے کہ اس نے اوامر و نواہی میں انسانی فطرت انسانی تقاضوں اور بشری کمزوریوں کو مد نظر رکھا ہے اور کوئی ایسا بوجھ نہیں ڈالا جس کو تکلیف مالا یطاق کہا جا سکے۔ اسی لئے تلاوت کی حد بندی نہیں فرمائی۔ ہر شخص اپنی صحت، اپنے ذوق و شوق اور اپنے حالات کے مطابق جس قدر میسر ہو تلاوت کر لیا کرے۔ مقصود لذت ذکر ہے۔ بوجھ ڈالنا مطلوب نہیں۔ احادیث میں آتا ہے کہ جس نے سورۃ الزلزال کی تلاوت کی اس کو نصف قرآن کا ثواب مل جائے گا اور جس نے سورۃ العصر تلاوت کی وہ ربع قرآن کا ثواب پا لے گا۔ یہ دونوں سورتیں چھوٹی چھوٹی ہیں اور ان کی تلاوت کے لئے بہت تھوڑا وقت درکار ہے۔ مقصد یہ ہے کہ بوڑھے اور ضعیف اس قدر بھی پڑھیں تو اپنی استطاعت کے مطابق وہ بھی ثواب کے حقدار ہیں۔

احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم کے نزول کے دوران جبرائیل رمضان میں نازل شدہ حصہ قرآن کا ایک دور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کرتے تھے اور جب قرآن کریم کا نزول مکمل ہو گیا تو آنحضرتؐ کی زندگی کے آخری رمضان میں جبرائیل نے دو مرتبہ دور مکمل کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رمضان کے مبارک مہینے میں دو دور مکمل کرنا بہت بہتر ہے۔ باقی ایام میں جس قدر میسر ہو اور سہولت ہو اتنا حصہ تلاوت کر لیا جائے۔

۴۔ چوتھی بات جو تلاوت کے سلسلہ میں یاد رکھنے کے قابل ہے وہ یہ ہے کہ قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے ہدایت اور رہنمائی کا ذریعہ بنایا ہے۔ اس کو پڑھ کر انسان ٹھوکریں کھانے سے محفوظ ہو کر صراط مستقیم پر قائم ہو سکتا ہے۔ اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دوسری قوموں نے کہاں کہاں ٹھوکر کھائی اور خدا تعالیٰ کی درگاہ سے راندی گئیں اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ رضاء الٰہی حاصل کرنے کے لئے کون سے اعمال بجا لانے ضروری ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا هِيَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ۔ (المدثر: ۳۲)

یعنی یہ کلام تو انسان کے لئے ایک نصیحت ہے۔

سورۃ مزمل میں فرمایا:۔

اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا۔ (مزمل: ۲۰)

یہ (قرآن) ایک نصیحت ہے پس جو چاہے اپنے رب کی طرف جانے والا راستہ اختیار کر لے۔

غرض متعدد آیات میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ قرآن کریم ایک عمدہ واعظ ہے۔ جو چاہے اس سے نصیحت حاصل کر کے اپنی عاقبت کو سنوار لے اور یہ کوئی زیادہ مشکل امر بھی نہیں۔ اس کے لئے نہ لیاقت کی شرط ہے نہ عالم فاضل ہونے کی۔ ہر شخص اگر چاہے تو اپنے اپنے ظرف کے مطابق اس سے نور اور برکت اور رہنمائی حاصل کر سکتا ہے۔

لیکن نصیحت حاصل کرنے کے لئے اتنا تو ضرور معلوم ہونا چاہیئے کہ قرآن میں لکھا کیا ہے؟ اگر انسان محض الفاظ کی تلاوت پر اکتفا کرے تو گو یہ امر بھی باعث ثواب ہے لیکن اس قدر سے نصیحت کا فائدہ حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ نصیحت حاصل کرنے کے لئے اتنی محنت ضرور درکار ہے کہ انسان اس کے مضامین سے آگاہی حاصل کرے۔ یہ غرض قرآن کریم کا ترجمہ پڑھنے سے ہی حاصل ہو سکتی ہے۔ خدا کا بڑا شکر و احسان ہے کہ اس نے تفسیر صغیر کی شکل میں ہمارے لئے اس مقصد کا حصول بہت آسان کر دیا ہے۔ اس میں قرآن کریم کا مستند ترجمہ عام فہم الفاظ میں مختصر سی تشریح کے رنگ میں دیا گیا ہے جس سے قرآنی مطالب کا سمجھنا بالکل آسان ہو گیا ہے۔ درحقیقت تفسیر صغیر کی تیاری حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا جماعت پر بہت بڑا احسان ہے اور حضور کا بہت بڑا کارنامہ ہے جس سے انشاء اللہ العزیز قیامت تک ہماری نسلیں فائدہ اٹھائیں گی۔ جماعت کے دوستوں کو اس نعمت کی قدر کرنی چاہیئے اور اس سے پوری طرح استفادہ کرنا چاہیئے۔ ضمناً یہ عرض کر دینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضور کی بلندی درجات کے لئے اور حضور کے مقاصد کی تکمیل کے لئے دعائیں کرنے سے ہمیں غافل نہیں رہنا چاہیئے۔

هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ

پس اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ تلاوت قرآن کریم جہاں تک ممکن ہو با ترجمہ کی جائے اور اس طریق کو اپنے گھروں میں اچھی طرح رواج دیا جائے۔ ماں باپ کا فرض ہے کہ اپنے ہر بچے کے لئے جہاں اور سامان مہیا کرتے ہیں وہاں ایک ایک نسخہ تفسیر صغیر کا بھی ضرور مہیا کریں کہ وہ حسب منشاء اس کی تلاوت کر سکیں۔ تفسیر صغیر کے علاوہ ایک بیش بہا خزانہ تفسیر کبیر کی شکل میں بھی موجود ہے جس کی قدر و قیمت کا اندازہ وہی کر سکتے ہیں جن کو روحانیت سے تعلق ہے اور انہوں نے اس کا کسی قدر مطالعہ بھی کیا ہے۔ بہرکیف تلاوت قرآن کریم کے ضمن میں ایک ضروری امر یہ ہے کہ ہر مرد و عورت جس نے ناظرہ پڑھنا سیکھ لیا ہے تلاوت با ترجمہ کرے تاکہ قرآن کریم صحیح معنوں میں اس کے لئے باعث نصیحت ہو اور منشاء الٰہی پورا ہو۔

۵۔ آخری بات جو اس سلسلہ میں بیان کرنا ضروری معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ (العلق: ۴)

ترجمہ۔ (پھر ہم کہتے ہیں) قرآن کریم کو پڑھ کر سناتا رہ۔

لفظ قَرَأَ کے معنی پڑھنے کے بھی ہیں اور پڑھ کر سنانے کے بھی۔ اس سورۃ کی پہلی آیت اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ میں خود پڑھنے کی طرف توجہ دلائی ہے اور آیت ۴ میں اس طرف توجہ دلائی ہے کہ قرآن کریم پڑھ کر دوسروں کو سنا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاں انفرادی طور پر تلاوت قرآن کریم ضروری ہے وہاں اجتماعی رنگ میں درس و تدریس بھی ضروری ہے۔ اگر درس میں بہت سے دوست شامل ہو سکیں تو یہ بہت بہتر بات ہے۔ لیکن اگر کسی وجہ سے ایسا نہ ہو سکے تو ہر شخص گھر میں اپنے اہل خانہ کو ہی قرآن کریم کا ایک حصہ کا ترجمہ اور مناسب تشریح کے ساتھ سنا کر اس حکم کی تعمیل کر سکتا ہے۔ اگر اس پر ہر شخص عمل کرنے لگے تو ہماری زندگیوں میں ایک انقلاب آ سکتا ہے اور ہم اس قابل ہو سکتے ہیں کہ ایک مثالی معاشرہ کو جنم دیں جو دوسروں کے لئے نمونہ اور اپنے لئے باعث برکت ہو۔ وَمَا تَوْفِيْقُنَآ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

موصی صاحبان کی ایک ذمہ داری

"ہمارے موصی صاحبان کا پہلا کام یہ ہے کہ اپنے گھروں میں قرآن کریم کی تعلیم کا انتظام کریں۔ دوسرا یہ کہ واقفین عارضی (جن کے سپرد قرآن کریم پڑھانے کا کام کیا جاتا ہے) کی تعداد پانچ ہزار تک پہنچانے کی کوشش کریں۔ تیسرے یہ کہ وہ اپنی جماعت کی نگرانی کریں (عمومی نگرانی افسر یا پریذیڈنٹ کے ساتھ تعاون کرتے ہوئے) کہ نہ صرف ان کے گھر میں بلکہ ان کی جماعت میں بھی کوئی مرد اور کوئی عورت ایسی نہ رہے جو قرآن کریم نہ جانتی ہو۔ ہر ایک عورت قرآن کریم پڑھ سکتی ہو ترجمہ جانتی ہو۔ اسی طرح تمام مرد بھی قرآن کریم پڑھ سکتے ہوں۔ ترجمہ بھی جانتے ہوں۔ اور وہ قرآن کریم کے نور سے حصہ لینے والے ہوں۔ تاکہ احمدیت کا مقصد پورا ہو۔"

(قرآنی انوار صفحہ)

ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد (تعلیم القرآن)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جامعہ نصرت میں پیپلز ورکس پروگرام

۱۷ اگست ۱۹۷۴ء تا یکم ستمبر ۱۹۷۴ء

گورنمنٹ پنجاب پیپلز ورکس پروگرام کے تحت جامعہ نصرت فار ویمن ربوہ میں بھی یہ پندرہ روزہ پروگرام ۱۷ اگست ۱۹۷۴ء تا یکم ستمبر ۱۹۷۴ء طالبات نے بڑے جوش و خروش سے منایا۔ سالِ اوّل اور سالِ سوم کی طالبات جامعہ نصرت میں موجود نہ تھیں اس لئے سال دوم اور سال چہارم کی طالبات کے دو گروپ بنا دیئے گئے اور ہر گروپ پر تین اساتذہ کو نگران مقرر کر دیا گیا۔ کام کے لئے جو مختلف گروپ بنائے گئے ان کی تفصیل مندرجہ ذیل تھی:-

۱۔ صفائی۔
۲۔ شجرکاری۔
۳۔ کالج کی تزئین و آرائش۔
۴۔ تعلیم بالغان۔
۵۔ دستکاری۔
۶۔ سوشل ورک پروگرام کے تحت بے بی شو و کمیونٹی پروگرام۔
۷۔ اردو انگریزی مباحثہ و مذاکرہ۔

صفائی کے کام کو طالبات نے بڑے شوق اور لگن سے سرانجام دیا۔ کالج کے تمام پلاٹ، کھیل کے میدان، روشوں کی صفائی کو خصوصاً مدِّ نظر رکھا گیا۔ طالبات کو ذاتی صفائی پر لیکچر دیئے گئے اور جسم و نفس کی صفائی کی طرف بھی توجہ دلائی گئی۔

شجرکاری کا کام پانی کی کمی کی وجہ سے وسیع پیمانہ پر نہ کیا جا سکا۔ تاہم کالج میں کئی درخت اور پودے لگائے گئے۔ سائنس بلاک کے ساتھ بوٹینیکل گارڈن تیار کرنے میں طالبات نے بڑی محنت اور جانفشانی سے کام لیا۔

کالج کی تزئین و آرائش کا کام بھی طالبات میں خصوصی اہمیت کا حامل رہا۔ طالبات نے کالج کے فرنیچر کی صفائی کے علاوہ کچھ تعداد پر پالش بھی کیا۔ تمام فرنیچر کی صحیح تعداد متعین کی گئی اور ہر فرنیچر پر نمبر لگائے گئے۔

تعلیم بالغان کے پندرہ روزہ پروگرام میں بڑی عمر کی ایسی خواتین جو گنتی تک لکھنا پڑھنا نہیں جانتی تھیں، ان کو لکھنا پڑھنا اور گنتی سکھائی گئی۔ کالج کی کارکن ان پڑھ خواتین کو لکھنے پڑھنے کی ترغیب دلائی گئی۔ نیز موجودہ حالات میں بے گھر ہو کر ربوہ آنیوالے کنبوں کے بچوں کو بھی مشغول رکھنے اور پڑھائی جاری رکھنے کے انتظامات کئے گئے۔ ان کو نصابی کاموں میں بھی مدد دی گئی۔

دستکاری کے کام میں بھی طالبات نے بہت شوق سے حصہ لیا۔ ایپلک ورک، کروشیا، تارکشی، ایمبرائڈری اور کٹ ورک کے بڑے اچھے نمونے بنائے گئے۔

۲۵ اگست کو سوشل ورک پروگرام کے تحت ایک بے بی شو منعقد کیا گیا۔ اس مقابلہ میں صحت مند بچے جو چھ ماہ سے تین سال تک کی عمر تک کے تھے شامل ہوئے۔

طالبات نے بچوں کو الگ الگ چھ ماہ سے ایک سال تک، ایک سال سے دو سال تک، دو سال سے تین سال تک کے گروپ میں تقسیم کیا۔

بچوں میں کھیلوں اور تقریروں کے مقابلہ جات بھی کرائے گئے۔ منتخب بچوں میں انعامات تقسیم کئے گئے۔

۲ ستمبر ۱۹۷۴ء کو پندرہ روزہ پروگرام کی آخری تقریب منعقد ہوئی۔ یہ تقریب اُردو، انگریزی مباحثہ اور مذاکرہ پر مشتمل تھی۔

موضوع مندرجہ ذیل تھے:-

اُردو:
"نئی نسل مذہب سے بے گانہ ہے"۔

انگریزی:
Religian Teaches love & tolerence

مذاکرہ:
"اسلام میں معاشرتی مقاطعہ کا جواز"

اس کے ساتھ ہی انعامات بھی تقسیم کئے گئے۔ حضرت سیّدہ ام متین صاحبہ نے بطور مہمان خصوصی اس تقریب میں شمولیت فرمائی۔ انہوں نے مختلف شعبہ جات میں اوّل و دوم آنے والی طالبات کو اپنے دستِ مبارک سے انعامات تقسیم کئے۔ مندرجہ ذیل طالبات نے انعامات حاصل کئے:-

صفائی:
طاہرہ مبارکہ سال چہارم - اوّل

کالج کی تزئین و آرائش:
امۃ الجمیل سال چہارم - اوّل

دستکاری:
امۃ الشکور سال چہارم - اوّل

اُردو مباحثہ:
امۃ المتین سال چہارم - اوّل

انگریزی مباحثہ:
صبیحہ مرزا سال چہارم - اوّل

مذاکرہ:
امۃ الشکور سال چہارم - اوّل

نیز حضرت سیدہ اُمّ امۃ المتین صاحبہ نے ہر کام کرنے والی طالبہ کو "سندِ خوشنودی" عطا کی۔ مکرمہ پرنسپل صاحبہ نے اپنی رپورٹ پڑھ کر سنائی۔ انہوں نے طالبات کی بہترین کارکردگی پر طالبات کو مبارکباد دی۔ انہوں نے طالبات کو آئندہ بھی اس طرح اجتماعی رنگ میں کام کرنے کی تلقین کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے وقارِ عمل کی تحریک شروع فرمائی تھی جو اَب تک جاری ہے۔ یہ کام بھی اسی نوعیت کا حامل ہے۔

بعد ازاں مہمان مدعو خواتین و مہمان خصوصی کی تواضع مشروبات و فواکہات سے کی گئی۔ اور پندرہ روزہ پیپلز ورکس پروگرام کی تقریب بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔

پرنسپل

ولادت

میرے بھائی مرزا نسیم بیگ کے گھر اللہ تعالیٰ نے تین سال کے بعد پہلی بچی مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو ساڑھے گیارہ بجے شب عطا فرمائی ہے۔
بچی کا نام نسیم بیگم تجویز ہوا ہے۔ احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نومولودہ کو صحت والی لمبی عمر دے۔

(مرزا سعید بیگ گول بازار ربوہ)

درخواستِ دُعا

محترم شیخ روشن دین صاحب تنویر مرحوم سابق ایڈیٹر الفضل کے داماد محترم عبدالمنان صاحب لندن میں بعارضہ قلب شدید بیمار ہیں۔ حالت تشویشناک ہے۔ پردیس میں بیوی اور بچے بیحد فکرمند ہیں۔
احباب کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں کامل و عاجل صحت عطا فرمائے اور اہلِ خانہ کی پریشانیوں کو دُور کرے۔ آمین

ضرورت ایکسپورٹ منیجر

ایک کاروباری ادارے کے لئے ایکسپورٹ مینجر کی ضرورت ہے جو ایکسپورٹ لائن کا کافی تجربہ رکھتا ہو۔ تنخواہ کے علاوہ کچھ حصہ میں بھی دیا جا سکتا ہے۔ درخواستیں مندرجہ ذیل پتہ پر بھجوائیں:-

ا - ح

معرفت ایڈیٹر الفضل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخروی زندگی کی فلاح اور حیاتِ طیبہ چار خصوصیات کی حامل ہوگی

وہ مشتمل ہوگی ابدی زندگی، لازوال تونگری، ہمیشہ قائم رہنے والی عزت اور حقیقی علم پر

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبۂ جمعہ فرمودہ ۲۵ رمئی ۱۹۶۸ء میں سورہ مائدہ کی آیت یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ ابۡتَغُوۡۤا اِلَیۡہِ الۡوَسِیۡلَۃَ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کی کتب اور اس کے رسولوں پر ایمان لانے کی کوئی غرض ہوتی ہے۔ انسان کسی مقصد کے پیشِ نظر دنیا سے منہ موڑتا اور دنیا والوں کی دشمنی خرید کر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا اور یہ اعلان کرتا ہے کہ میں اپنے رب کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس کو جیسا کہ وہ چاہتا ہے اپنی ذات میں کامل اور اپنی صفات میں کامل سمجھنے کا اور اس بات پر یقین کرنے کا اعلان کرتا ہوں۔ اسی طرح وہ یہ اعلان کرتا ہے کہ میں اس کے رسول اور اس کی کتاب پر ایمان لایا ہوں اور جو پہلے رسول گزرے ہیں اور جو کتب نازل ہوئی ہیں ان پر بھی ایمان لایا ہوں اور ایمان باللہ، ایمان بالرسل اور ایمان بالکتب کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ انسان فلاحِ دارین حاصل کرے اور اس زندگی میں بھی وہ خدا میں ہو کر با آرام زندگی پائے اور اخروی زندگی (جو مرنے کے بعد انسان کو یقیناً ملنے والی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان سے وعدہ کیا ہے) میں بھی وہ فلاح کو حاصل کرے۔

فلاح کے معنی انتہائی کامیابی کے ہیں اور امام راغب نے اپنی کتاب مفردات میں لکھا ہے کہ اخروی زندگی میں جو فلاح اور ابدی حیاتِ طیبہ ایک مومن کو ملے گی وہ چار خصوصیات کی حامل ہوگی۔ چار باتیں اس میں پائی جائیں گی اور وہ یہ ہیں:۔

(۱) ایک ایسی ابدی زندگی جس پر کبھی فنا نہ آئے۔

(۲) ایک ایسی تونگری جس کے ساتھ کوئی احتیاج باقی نہ رہے۔

(۳) اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ایسی عزت کہ جس کے ساتھ شیطانی ذلت کے اندھیرے کبھی اکٹھے نہیں ہو سکتے۔

(۴) وَعِلْمٌ بِلَا جَھْلٍ اور وہ حقیقی علم جو جہالت کی تمام ظلمتیں اور اس کے اندھیروں کو دور کر دیتا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اس غرض سے ایمان لائے ہو کہ ایک ابدی حیات تمہیں حاصل ہو۔ وہ حیاتِ طیبہ تمہیں ملے جو ابدی فیوض کی حامل اور خدا تعالیٰ سے نئے سے نئے اور زیادہ سے زیادہ فیض اور برکتیں اور رحمتیں حاصل کرنے والی ہو اور یہ ایک ایسی زندگی ہے جس کا تصور بھی ہم یہاں اس دنیا میں نہیں کر سکتے۔

جہاں تک غنا اور احتیاج کا سوال ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو چاہو گے تمہیں مل جائے گا اس سے زیادہ اور کیا غنا ہو سکتی ہے۔ عزت کی ایک نگاہ بھی جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے کسی بندہ پر پڑے وہ بھی بڑی ہے لیکن جس زندگی کے متعلق یہ وعدہ ہو کہ اس کے ہر لمحہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا کی نگاہیں ایک عاجز انسان پر پڑتی رہیں گی اس سے بڑھ کر اور کیا عزت ہوگی۔ پھر علم اور علم کی زیادتی کا یہ حال کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم کے متعلق ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ فرماتا ہے یعنی مومن ہدایت کے اور اللہ تعالیٰ کے قرب کے کچھ مقامات حاصل کرتا ہے تو کچھ اور نئی راہیں اس پر کھول دی جاتی ہیں۔ پھر وہ ایک نئے بلند تر مقام پر پہنچتا ہے تو قرب کی کچھ اور راہیں اس پر کھولی جاتی ہیں۔ یہ ہدایت اور علم ایسا نہیں جس پر انسان ایک وقت میں احاطہ کر لے اور سیر ہو جائے اور پھر تشنگی کا احساس اس کے اندر پیدا ہو بلکہ یہ وہ علم اور ہدایت ہے جو ہر لحظہ بڑھتا ہے۔ وہ علم ہے جو ہر لحظہ انسان کو خدا تعالیٰ سے قریب سے قریب تر لے جاتا ہے۔ وہ علم ہے جس پر شیطان کی یلغار کا امکان ہی نہیں کیونکہ جنت کے دروازے شیطان پر بند ہو چکے ہیں۔"

(الفضل ۲۲ جون ۱۹۶۸ء ص۲، ص۳)

مجلس نصرت جہاں آگے بڑھو سکیم کے مقاصد میں کامیابی کیلئے دعا کی تحریک

جیسا کہ احباب جماعت جانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے خاص فضل اور اسی کی دی ہوئی توفیق کے ساتھ ارضِ بلال میں تحریکِ جدید کے زیرِ انتظام جاری کردہ متعدد سکولوں اور ہسپتالوں کے علاوہ افریقہ کے ممالک نائیجیریا، غانا، سیرالیون، گیمبیا اور لائبیریا میں مجلس نصرت جہاں آگے بڑھو سکیم کے ذریعہ خاص منشاءِ الٰہی اور تائید و نصرتِ ایزدی کے ساتھ اس وقت ۱۷ ہسپتالوں اور ۱۰ ہائی سکولوں میں کثیر التعداد مقامی کارکنوں کے علاوہ پاکستان سے تعلق رکھنے والے ۲۱ ڈاکٹر صاحبان اور ۱۴ اساتذہ کرام شبانہ روز اہلِ ارضِ بلال کی خدمت میں مصروفِ عمل ہیں۔ کئی ایک سکولوں اور ہسپتالوں کی اپنی عالیشان عمارتیں تعمیر ہو چکی ہیں جبکہ بعض عمارتیں تا حال زیرِ تکمیل ہیں۔

رمضان المبارک کے ان بابرکت اور قبولیتِ دعا کے خاص ایام میں احبابِ جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اپنی جملہ دعاؤں میں مجلس نصرت جہاں آگے بڑھو کی الٰہی سکیم کے مزید کامیاب اور بابرکت ہونے کی دعا کریں۔ اور اسی طرح اس سکیم کے تحت ارضِ بلال میں کام کرنے والے مجاہدین کے لئے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں خدمتِ انسانیت کے اس زریں موقع سے پوری طرح فائدہ اٹھاتے ہوئے خدمت کے ایک ایک لمحہ کو اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے منشاء کے مطابق گزارنے کی توفیق بخشے اور انہیں ہمیشہ اپنی رحمت کے سایہ تلے رکھے۔ آمین

(خاکسار مسعود احمد جہلمی سیکرٹری مجلس نصرت جہاں۔ ربوہ)

محترم راجہ ضیاء الدین صاحب ارشد ریٹائرڈ ٹیچر وفات پا گئے

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ

بتاریخ ۱۲ رمضان المبارک ۱۳۹۴ ہجری مطابق ۲۹ ستمبر ۱۹۷۴ء بروز اتوار محترم راجہ ضیاء الدین صاحب ارشد (ریٹائرڈ ٹیچر) اڑھائی ماہ کی لمبی علالت کے بعد وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔

محترم راجہ صاحب نیک نفس اور پاکیزہ خیالات صوم و صلوٰۃ کے پابند بزرگ تھے۔ ہر رشتہ دار سے نیک خلق اور بھلائی سے پیش آتے تھے۔ خدمتِ دین کے لئے اپنے آپ کو وقف رکھتے تھے۔ تہجد اور نماز میں پورا انہماک اور یکسوئی ان کا خاص وصف تھا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم و مغفور بزرگ کو اپنے قرب میں جگہ عطا فرمائے۔ پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ محترم راجہ صاحب موصی تھے اور حصہ جائیداد اپنی زندگی میں ہی داخل خزانہ کر چکے تھے۔ کسی کی کوئی رقم واجب الادا نہ تھی۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہر طرح اپنے روحانی انعامات سے نوازے۔ آمین

(خاکسار فرزند علی دار الرحمت غربی ربوہ)

درخواستِ دعا

میری بیٹی عائشہ صدیقہ پچھلے پندرہ دنوں سے بیمار چلی آ رہی ہے اس کی کمر پر ایک پھوڑا تھا جس کا آپریشن ہوا ہے۔ احبابِ جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ بچی کو جلد از جلد کامل صحت عطا فرمائے۔

(ملک ناصر احمد مجوکہ "المجوکہ" مال گودام روڈ۔ ملتان شہر)

باورچی کی فوری ضرورت

ایک محنتی و دیانتدار باورچی کی گھر کیلئے فوری ضرورت ہے جو ہر قسم کا کھانا اچھی طرح پکا سکتا ہو۔ تنخواہ حسبِ قابلیت اچھی معقول دی جائے گی۔ خاکسار سے رابطہ قائم کریں۔

ڈاکٹر مرزا منور احمد ربوہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۳